

فصل دوم

رسالتِ محمدی پر ایمان کی دعوت

دعوتِ اسلامی کا دوسرا اہم نکتہ یہ تھا کہ لوگ اللہ و وحدۃ لا شریک کو واحد معبود اور واحد حاکم و مقتدرِ اعلیٰ ماننے کے بعد یہ تسلیم کریں کہ رسول ہی وہ ایک مستند و معتبر پیغام بر ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انسانوں کو ہدایت دیتا ہے، احکام دیتا ہے، عبادت کا صحیح طریقہ بتاتا ہے، صحیح عقائد کی تعلیم دیتا ہے، اخلاق اور اعمال کے صحیح اور غلط اصولوں اور طریقوں کی تمیز سکھاتا ہے، اور اپنے وہ قوانین بھیجتا ہے جن کی پیروی لوگوں کو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں کرنی چاہیے۔ اس لیے اللہ کی توحید پر ایمان لانے کے بعد لوگوں کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ رسول کی رسالت پر ایمان لائیں، اُس کو مرضی الہی کا واحد نمائندہ مانیں، سب کی پیروی چھوڑ کر اس کی پیروی اختیار کریں، اور سب کی اطاعت ترک کر کے اُن احکام و ہدایات کی اطاعت کریں جو رسول اپنے بھیجنے والے خدائے واحد کی طرف سے دے۔ اس طرح یہ رسالت کا عقیدہ اُس عظیم انقلاب کو عملی شکل دے رہا تھا جو اللہ کی توحید تسلیم کر کے اسلام انسانی زندگی میں برپا کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ جب توحید کو مان کر انسان اس بات کا قائل ہو جائے کہ اب اُسے اللہ ہی کی بندگی و عبادت کرنی ہے اور اسی کی ہدایت پر چلنا ہے، تو فوراً ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس عقیدے کو عمل میں کیسے لائے؟ کس ذریعہ سے اس کو یہ معلوم ہو کہ اللہ کی بندگی و عبادت کا صحیح طریقہ کیا ہے اور اُس کی وہ ہدایت کیا ہے جس کی اب اُسے پیروی کرنی چاہیے؟ قرآن نے بتایا کہ وہ ذریعہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اپنا رسول بنا کر اُس کو اُن چیزوں کا علم دیتا ہے جن پر عمل کرنا اس کی مرضی کے مطابق ہے، اور اُس کی بندگی بجالانے کے لیے کوئی عملی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ رسول کی رسالت مان کر اس کی پیروی و اطاعت کی جائے۔ یوں تمام مختلف عقائد و افکار، اولام و تخیلات، مذاہب و ادیان، رسوم و قوانین، اور ربابِ مستشرقین کی پیروی و اطاعت

میں بٹی ہوئی انسانیت ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہے اور وہ دین عملاً قائم ہو جاتا ہے جس پر نوع انسانی کو مجتمع کرنا اسلام کی دعوت کا مقصود ہے۔

اس سلسلے میں قرآن مجید کی تعلیمات کو حسب ذیل ترتیب کے ساتھ اگر دیکھا جائے تو بات پوری طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔

ابتداءً آفرینش میں انبیاء کی بعثت کا اعلان نبوت کے متعلق پہلی بات جو قرآن میں بتائی گئی وہ یہ تھی کہ زمین پر نوع انسانی کے آغاز ہی کے وقت اولاد آدم کو خبردار کر دیا گیا تھا کہ رسولوں کے ذریعہ سے جو ہدایت ان کو بھیجی جائے گی اس کی پیروی انہیں کرنی ہوگی:

اے بنی آدم، اگر تمہارے پاس خود تمہی میں سے (یعنی انسانوں میں سے) ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سنارہے ہوں تو جو کوئی نافرمانی سے بچے گا اور اپنے رویے کی اصلاح کر لے گا اس کے لیے خوف اور رنج کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلے میں سرکشی برتیں گے وہی اہل دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

يٰۤاٰدَمُ اٰتِىْنَاكَ مِنْ سُلٰلٰتِ مِمَّا يٰۤاٰتِىٰكُمْ عَلَيْكُمْ اٰتِىْنَا فَمَنْ اٰتٰى وَاصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
وَالَّذِيْنَ كَذَّبَا بِآٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ - (الاعراف - ۳۵ - ۳۶)

رسولوں کو ماننے یا نہ ماننے پر انسان کی فلاح و خسران کا انحصار | یہی بات سورہ بقرہ آیات ۳۸ - ۳۹ اور سورہ طہ آیات ۱۲۳ - ۱۲۴ میں بیان کی گئی جہاں زمین پر آدم و حوا علیہما السلام کے انارے جانے کا ذکر آیا ہے۔ اس میں صرف یہی خبر نہیں دی گئی تھی کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے جائیں گے بلکہ یہ بھی متنبہ کر دیا گیا تھا کہ ان کی فلاح و خسران کا انحصار ہی اس بات پر ہوگا کہ وہ رسولوں کی ہدایت کو قبول کر کے تقویٰ اور اصلاح کی راہ اختیار کرنے میں یا نہیں۔ نہ کریں گے تو دنیا میں بھی سزا پائیں گے اور جہنم کا عذاب بھی مول لیں گے۔ چنانچہ جگہ جگہ دنیا میں قوموں پر عذاب آنے کی وجہ یہی بیان کی گئی کہ انہوں نے اپنے ماں آنے والے رسولوں کی بات ماننے سے انکار کیا تھا۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوا:

اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں

اَوَلَمْ يَسِيرُوْا فِي الْاَرْضِ

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَتْ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ
كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَإِنَّا نَآسِرٌ فِي الْأَرْضِ فَأَخَذْنَاهُمْ
اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ - وَمَا كَانَتْ
لَهُمْ مِنَ اللَّهِ حِثٌّ وَاقٍ -
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاكْفَرُوا
فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ - إِنَّهُ شَدِيدُ
الْعِقَابِ (المؤمن - ۲۱-۲۲) -

کہ اُن لوگوں کا انجام انہیں نظر آتا جو ان سے پہلے
گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے (یعنی قریش سے)
زیادہ طاقت ور تھے اور ان سے زیادہ زبردست
آثار زمین میں چھوڑ گئے۔ پھر اللہ نے اُن کے گناہوں
پر انہیں پکڑ لیا اور ان کو اللہ سے بچانے والا
کوئی نہ تھا۔ یہ اُن کا انجام اس لیے ہوا کہ ان
کے پاس رسولِ بیّنات لے کر آئے مگر انہوں
نے ماننے سے انکار کر دیا۔ آخر کار اللہ نے
انہیں پکڑ لیا۔ یقیناً وہ بڑی قوت والا اور سزا
دینے میں بہت سخت ہے۔

قریب قریب یہی بات سورۃ فاطر آیات ۲۵-۲۶ اور سورۃ تغابن آیات ۵-۶ میں بیان کی گئی ہے،
اور قرآن اُن قوموں کے قصوں سے بھرا ہوا ہے جنہوں نے اپنے اپنے عہد کے رسولوں کی تکذیب کی اور
آخر کار دنیا ہی میں ان پر عذاب آگیا۔

پھر آخرت کے متعلق بتایا گیا کہ دلوں انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہی اس بنیاد پر قائم ہوگی کہ تمہارے
پاس رسول بھیج کر تمہیں حق اور باطل کا فرق، اور سیدھا راستہ صاف صاف بتا دیا گیا تھا، اس کے
باوجود تم نے اُن کو نہ مانا اور ان کی اطاعت نہ کی، اس لیے اب تم عذابِ جہنم کے مستحق ہو۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا
إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنَّا
لے محمد، ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی
بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد آنے والے

لہ بیّنات سے مراد تین چیزیں ہیں (۱) ایسی نمایاں علامات اور نشانیاں جو اُن کے مامورین اللہ ہونے پر شاہد
تھیں۔ (۲) ایسی روشن دلیلیں جو ان کی پیش کردہ تعلیمات کے حق ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں۔ (۳) زندگی کے
مسائل و معاملات کے متعلق ایسی واضح ہدایات جنہیں دیکھ کر ہر محقول آدمی یہ جان سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ تعلیم
کوئی جھوٹا خود غرض آدمی نہیں دے سکتا۔

بَعْدَ ۛ..... سَأَسْأَلُ مَبَشِّرِينَ
وَمُنْذِرِينَ لِيَلَّا يَكُونَ
لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ
الرُّسُلِ (النساء - ۱۶۳ - ۱۶۴) -

نبیوں کی طرف بھیجی تھی..... یہ سب رسول
خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے
گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں
کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت باقی نہ رہے۔

یعنی ان سب پیغمبروں کا کام یہ تھا کہ جو لوگ ان کی لائی ہوئی تعلیم پر ایمان لا کر اپنے طرز فکر و عمل کو
اس کے مطابق درست کر لیں ان کو فلاح و سعادت کی خوشخبری سنا دیں اور جو نہ ایمان لائیں نہ فکر و عمل کی
غلطیوں پر چلنا چھوڑیں ان کو انجامِ بد سے ڈرا دیں۔ اور ان سب پیغمبروں کو بھیجنے کی غرض یہ تھی کہ اللہ
تعالیٰ ان کے ذریعہ سے راہِ حق صاف صاف بنا کر نوعِ انسانی پر حجت تمام کر دینا چاہتا تھا تاکہ آخرت کی
عدالت میں کوئی کافر و مجرم یہ عذر نہ پیش کر سکے کہ ہم کو حقیقت بتانے کا تو کوئی انتظام کیا نہیں گیا اور اب
ہم بے خبری میں پکڑے جا رہے ہیں۔

آخرت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں خبردار کر دیا گیا کہ منکرین اور منافقین رسالت کے تمام اعمال
(جن کو وہ اپنے نزدیک نیک سمجھ کر کرتے رہے) وہاں ضائع ہو جائیں گے اور جب ان لوگوں کو جہنم میں داخل
کیا جائے گا ققن سے کہا جائے گا کہ تم پر رسولوں کے ذریعہ سے حجت تمام ہو چکی تھی، اس لیے اب جو سزا
تم بھگت رہے ہو اس کے تم فی الواقع مستحق ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن
جہن لوگوں نے ماننے سے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا

۱۱ یعنی رسول کو اور اس کی لائی ہوئی تعلیم کو ماننے سے انکار کیا۔

۱۲ اصل میں صَدُّوا عَن سَبِيلِ اللّٰهِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ صَدُّوا کا لفظ عربی زبان میں لازم اور منغدی دونوں
طرح استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے ان الفاظ کے معنی یہ بھی ہیں کہ خود اللہ کا راستہ اختیار کرنے سے باز رہے۔ اور یہ
معنی بھی ہیں کہ انہوں نے دوسروں کو اس راہ پر آنے سے روکا۔ روکنے کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی زبردستی
کسی کو ایمان لانے سے روک دے۔ دوسرے یہ کہ ایمان لانے والوں پر ایسا ظلم و ستم ڈھائے کہ ان کا ایمان پر قائم
رہنا اور دوسروں کو ایسے خوفناک حالات میں ایمان لانا مشکل ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ وہ اللہ کے دین اور اس کے پیش
کرنے والے رسول کے خلاف لوگوں کو ورغلائے اور ایسے وسوسے دلوں میں ڈالے کہ لوگ بدگمان رہیں (باقی صفحہ ۱۱۳)

اور رسول سے جھگڑا کیا جبکہ راہِ راست ان پر واضح ہو چکی تھی، وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ ہی ان کا سب کیا کرایا غارت کر دے گا۔

سَيِّئِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى
لَنْ يَصْرِوْا وَاللَّهُ شَيْئًا وَسَّيْحِطٌ
أَعْمَالَهُمْ (محمد - ۳۲)۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا:

اے گروہ جن وانس، کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے تھے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف خود شہادت دیتے ہیں۔ دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا، مگر آخرت میں وہ اپنے اوپر خود گواہی دیں گے کہ وہ کافر ہیں۔ یہ شہادت ان سے اس لیے لی جائے گی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ تمہارا رب بستیوں کو ظلم کے ساتھ تباہ کرنے والا نہ تھا جبکہ ان کے بسنے والے (حق سے) بے خبر ہو رہے۔

يَمَعُشَرَ الْجِبِّ وَالْإِنْسِ
أَلَمْ يَأْتِكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ
يَقْضُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي
وَيُنذِرُكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ
هَذَا - قَالُوا شَهِدْنَا عَلَى
الْأَنْفُسِنَا - وَغَرَّتَهُمُ الْحَيَاةُ
الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ
أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ - ذَلِكَ
أَنَّ لَكُمْ يَوْمَ تَبُكُ مَهْلِكَ
الْقُرَى بِنُظْمٍ وَأَهْلُهَا غَفْلُونَ -

الانعام ۱۳۰-۱۳۱)۔

جب بھی کوئی انبوءِ جہنم میں ڈالا جائے گا اُس کے کارندے اُن لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی نذیر (خبردار کرنے والا)

كَلَّمَآ أَلْقَى فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ
خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ
نَذِيرٌ - قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲) ہو کہ خدا کے راستے پر آنے سے رُک جائیں۔ اس کے علاوہ ہر کافر معاشرہ خدا کے راستے میں ایک سنگِ گراں ہے کیونکہ وہ اپنی تعلیم و تربیت، اپنے اجتماعی نظام، اپنے رسم و رواج اور اپنے تعصبات سے دینِ حق کے پھیلنے میں شدید رکاوٹیں ڈالتا ہے۔

نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے، "مان نذیر
آیا تھا مگر ہم نے اسے ٹھٹھایا اور کہا اللہ نے
کچھ نازل نہیں کیا ہے اور تم بڑی گمراہی میں
بتلا ہو۔" پھر وہ کہیں گے "کاش ہم سنتے
یا عقل سے کام لیتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی
آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے۔"
اس طرح وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے۔

نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا
نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ
إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ - وَقَالُوا
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا
كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ - فَاَعْتَرَفُوا
بِذُنُوبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ
السَّعِيرِ (الملک ۸ تا ۱۱)

لعنت ہے ان دوزخیوں پر۔

اسی سے ملتا جلتا مضمون سورہ زمر آیات ۴۱-۴۲ میں بیان ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اسلام
میں رسالت کی اہمیت اتنی بڑی ہے کہ اسی کے ماننے یا نہ ماننے پر دنیا سے آخرت تک انسان کی نیک بختی
یا بد بختی کا دار و مدار ہے۔

تمام قوموں میں انبیاء آئے اور سب کی دعوت ایک ہی تھی | قرآن میں یہ بھی بتایا گیا کہ آغاز آفرینش سے تمام
قوموں میں انبیاء آتے رہے ہیں۔ اُن سب کا دین ایک تھا، سب کی دعوت بھی ایک تھی، سب کی بعثت
کا مقصد بھی ایک تھا، اور اُن سب کا مطالبہ یہ تھا کہ لوگ اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اُن کی اطاعت
کریں۔

كُوْنِي أُمَّةٍ لِّعَالَمِينَ كُوْنِي
كُوْنِي أُمَّةٍ لِّعَالَمِينَ كُوْنِي

نذیر نہ آیا ہو۔

ہر قوم کے لیے ایک آدمی تھا۔

وَأَنْتَ مِنَ الْأُمَّةِ إِلَّا خَلَا فِيهَا
نَذِيرٌ (فاطر - ۲۴)

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد - ۷)

ہر قوم کے لیے ایک آدمی تھا۔

لہ اس سوال کی نوعیت یہ نہ ہوگی کہ جہنم کے کارندے ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہوں کہ تمہارے پاس کوئی نذیر آیا
تھا یا نہیں۔ بلکہ اس سے مقصود ان کو اس بات کا قائل کرنا ہوگا کہ انہیں جہنم میں ڈال کر اُن سے بے انصافی نہیں کی
جا رہی ہے، اس لیے وہ خود اُن کی زبان سے یہ اقرار کرنا چاہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے خبر نہیں رکھا تھا، ان کے
پاس انبیاء بھیجے گئے تھے، مگر انہوں نے اُن کی بات نہ مانی اس لیے جو سزا انہیں دی جا رہی ہے اس کے وہ مستحق ہیں۔

ہم نے کوئی بستی ایسی ہلاک نہیں کی جس
میں خردوار کرنے والے نہ آئے ہوں۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا
لَهَا مُنْذِرُونَ (الشعراء - ۱۲۰۸)۔

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا
دعوت دینے کے لیے، بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو
اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ
رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل ۱۲۶)۔

حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک قرآن مجید میں نبی پر نبی کا نام لے کر بیان کیا گیا کہ ہر ایک نے
اپنی قوم سے پی کہا کہ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَآطِيعُوا أَمْرَهُ - "اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو" ملاحظہ
ہو آل عمران - ۵۰ - الشعراء - ۱۰۸ - ۱۱۰ - ۱۲۶ - ۱۳۱ - ۱۴۳ - ۱۵۰ - ۱۶۳ - ۱۷۹ - الزخرف - ۶۳
نوح - ۱۳ -

انبیاء کی بعثت کا مقصد | پھر سب انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ تھا:

ہم نے اپنے رسولوں کو بینات کے ساتھ
بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان
دعیا رحتی و باطل، نازل کی تاکہ لوگ انصاف
پر قائم ہوں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ
وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ
لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ
(الحمد - ۲۵)

"انصاف پر قائم ہوں، یعنی اپنے ساتھ انصاف، اپنے خدا کے ساتھ انصاف، ہر اس انسان کے ساتھ
انصاف جس سے ان کا معاملہ پیش آئے، اپنے معاشرے میں انصاف، اپنے لیں دین میں انصاف، اپنی تہذیب
نہدن میں انصاف، اپنی سیاست و حکومت میں انصاف، اپنی عدالت میں انصاف، اپنے بین الاقوامی
تعلقات میں انصاف، غرض انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے زندگی کے ہر شعبے اور پہلو میں انصاف
کا قیام ان سب کی بعثت کا مقصد تھا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت | نبوت و رسالت کی تاریخ اور اس کی حقیقت کے اس پس منظر میں پہلے قریش
کو، پھر اہل عرب کو، پھر ساری دنیا کو یہ بتایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی رسولوں میں سے ہیں جو پہلے بھیجے
جاتے رہے ہیں، وہی دین لے کر آئے ہیں جو ابتدائے آفرینش سے تمام رسولوں کا دین تھا، اسی دین کو تمام
آمیزشوں اور لائشوں سے پاک کر کے اس کی اصل خالص صورت میں پیش کرنے کے لیے آئے ہیں، اور اب

خدا کا دین، اُس کی شریعت، اُس کا قانون، اُس کا حکم وہ ہے جو اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی بھیجی ہوئی وحی کی بنا پر آپ پیش کر رہے ہیں۔ آپ کی اطاعت خدا کی اطاعت اور آپ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ لہذا لوگوں کو محض اس بات پر ہی ایمان نہیں لانا چاہیے کہ آپ خدا کے رسول ہیں، بلکہ ایمان لانے کے بعد ہر ایک کی اطاعت و پیروی چھوڑ کر بے چون و چرا آپ کی اطاعت و پیروی بھی کرنی چاہیے، کیونکہ آپ کی ہدایت سے انحراف عین اُس خدا کی اطاعت سے انحراف ہے جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

حضور کی بعثت سے پہلے اہل عرب خود ایک نبی مانگ رہے تھے | قبل اس کے کہ اُد پر کے بیانات کی تفصیل پیش کی جائے، یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اہل عرب اپنے گرد و پیش کے عیسائیوں اور یہودیوں اور ادیان سابقہ کے پیروں کی گرمی ہوئی اخلاقی حالت اور ان کی بد کرداریاں دیکھ دیکھ کر خود یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس وہ چیز آئی ہوتی یعنی رسالت اور خدا کی بھیجی ہوئی ہدایت، تو ہم ان سب سے بہتر امت بن کر دکھا دیتے۔ یہ بات قرآن مجید میں دُنکے کی چوٹ کہی گئی ہے اور منکرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اس امر واقعہ کا انکار کرتا:

یہ لوگ دینی قریش اور اہل عرب، کڑی
کڑی قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی
خبردار کرنے والا یعنی رسول، ان کے ہاں
آگیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر دوسری قوم سے زیادہ
راست رو ہوتے۔ مگر جب خبردار کرنے والا
ان کے ہاں آگیا تو اس کی آیتیں ان کے اندر
سحق سے فرار کے سوا کسی چیز میں امان نہ کیا۔
یہ زمین میں اور زیادہ استکبار کرنے لگے اور بُری
بُری چالیں، اُس کو زک دینے کے لیے چلنے لگے
حالانکہ بُری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے
بھیٹتی ہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ
لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ
أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ
فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا
سَادَهُمُ الْأَنْفُسُ أَنْ اسْتَكْبَرُوا
فِي الْأَرْضِ وَمَكَرُ السَّيِّئِ
وَلَا يَجِئُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ
إِلَّا بِأَهْلِهِ۔

(فاطر ۲۲-۲۳)

یہ لوگ پہلے تو کہا کرتے تھے کہ کاش ہمارے

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ كَوَاتٍ

عُنْدَنَا ذِكْرًا مِمَّنَ الْأَوَّلِينَ
لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمَخْلُصِينَ
فَلْكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

(الصَّفَّت - ۱۷۷-۱۷۸)

پاس وہ "ذکر" اللہ کا پیغام نصیحت، ہوتا جو پچھلے
قوموں کو ملا تھا تو ہم اللہ کے چیدہ بندے ہوتے
مگر جب وہ آگیا، تو انہوں نے اس کو ماننے سے انکار
کر دیا۔ اب عنقریب انہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی آمد ان کی منہ مانگی مراد تھی، مگر جب وہ نعمت میسر آگئی تو وہ مخالفت
صدا اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے۔

حضور انبیاء میں سے ہیں اور آپ کا ذریعہ علم وہی وحی تھا جو تمام انبیاء کا تھا | ان حقائق کو نگاہ میں رکھ کر دیکھیے
کہ حضور کی رسالت کا تعارف قرآن نے کس طرح کرایا اور آپ کی کیا حیثیت پیش کی۔

لَيْسَ، وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ،
إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ رِيس (۱۴)

یعنی تم رسولوں میں سے ہو اور تمہاری رسالت کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ یہ حکمت سے لبریز قرآن تم
پیش کر رہے ہو۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَتُنذِرَ
أُمَّ الْقُرْأَى وَمَنْ حَوْلَهَا -
(الشورى - ۲۷)

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ
الْقُرْآنَ عَلَى عَبْدِهِ
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
(الفرقان - ۱)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

اور اسی طرح ہم نے اے محمد، یہ قرآن
عربی تمہاری طرف وحی کیا ہے تاکہ تم بستیوں
کے مرکز رکھو، اور اس کے گرد پیش رہنے والوں
کو خبردار کر دو۔
بڑی برکت والا ہے وہ جس نے یہ فرقان
رحیق و باطل کا فرق بتانے والا کلام، اپنے بندے
پر نازل کیا تاکہ دنیا جہان والوں کے لیے خبردار
کرنے والا ہو۔
اے محمد، کہہ دو کہ اے انسانو، میں تم سب
کی طرف اُس خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے۔

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ (الاعراف - ۱۵۸)

اے محمدؐ، ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی تھی۔ ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سینانؑ کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا
أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ
مِنْ بَعْدِهِ، وَأَوْحَيْنَا إِلَى
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى
وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ
وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا (النساء - ۱۶۳)

آپؐ کی بعثت کے مقاصد | اگرچہ آپؐ کی بعثت کا مقصد وہی تھا جو تمام انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد ہم اس سے پہلے سورہ حدید آیت ۲۵ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں۔ مگر قرآن مجید میں خصوصیت کے ساتھ آپؐ کو رسول مقرر کرنے کے مقاصد پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے جن کو ہم تفصیل وار نقل کرتے ہیں۔

آپؐ کی نبوتِ ابدی اور عالمگیر ہے | آپؐ کسی ایک قوم کے لیے نہیں اور اپنے زمانے کے تمام انسانوں کے لیے بھی نہیں بلکہ قیامت تک ان سب لوگوں کے لیے رسول تھے جن تک آپؐ کا پیغام پہنچے:

اور یہ قرآن میری طرف اس لیے بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے کہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے اسے خبردار کروں۔

وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَذَآ الْقُرْآنَ
إِنذِيرًا لِّكُمْ بِهِ وَنَذِيرًا لِّ
الْآلَمَامِ (۱۹)

آپؐ تمام تخریفات سے پاک خالص دین پیش کرنے والے تھے | آپؐ صرف ہی نہیں کہ اپنے سے پہلے آئے ہوئے انبیاءؑ کی لائی ہوئی تعلیمات کی تردید کے بجائے ان کی تصدیق کے لیے بھیجے گئے تھے، بلکہ آپؐ کے سپرد یہ کام بھی کیا گیا تھا کہ پچھلے انبیاءؑ کی تعلیمات میں جو آمیزشیں بعد کے زمانوں میں کر دی گئی تھیں ان سب کو چھانٹ کر اُس اصل دین کو اپنی خالص صورت میں پیش کر دیں جو ابتدائے آفرینش سے نوحؑ انسانی کے لیے خدا کا مقرر کردہ ایک ہی دینِ حق تھا

یہ بات کہ آپؐ پچھلے انبیاءؑ اور کتابوں کی تردید کے لیے نہیں بلکہ تصدیق کے لیے بھیجے گئے تھے، قرآن میں

متعد مقامات پر بیان کی گئی۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حق کے کرائے
ور انہوں نے خدا کے بھیجے ہوئے تمام رسولوں
کی تصدیق کی۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ
الْمُرْسَلِينَ۔

الشُّرُطُ - ۳۴

اور یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو خدا
رک کی وحی کے بغیر خود گھڑ لی جائے۔ بلکہ یہ تو جو
کچھ اس سے پہلے آیا ہوا تھا اس کی تصدیق اور
الکتاب (یعنی خدا کی طرف سے آئی ہوئی ہر کتاب)
کی تفصیل ہے۔ اس کے رب العالمین کی طرف سے
ہونے میں کوئی شک نہیں۔

وَمَا كَانَتْ هَذِهِ الْقُرْآنُ أَنْ
يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ
تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ
مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

يُونُس - ۳۴

کتاب کی تفصیل سے مراد یہ ہے کہ تمام وہ اصول و تعلیمات و ہدایات جو خدا کی کتابوں میں پہلے آئی تھیں
ان سب کا لپٹا ہوا اس کتاب میں آ گیا ہے بلکہ اس میں ان کو زیادہ مفصل طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔
یہ بات بھی قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان کی گئی کہ پچھلی کتابوں کے جو لوگ وارث ہوئے تھے انہوں نے اپنی
طرف سے ان میں بہت سی باتیں تبدیل یا داخل کر دی تھیں، اس لیے حضور کا یہ کام بھی تھا کہ ان کو الگ کر کے
خدا کی شریعت میں جو اصل حرام ہے اسے حرام اور جو اصل حلال ہے اسے حلال کریں:

پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں
کے لیے جو خود اپنے ہاتھوں سے ایک کتاب
لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے
ہے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ
الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ
يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔

البقرہ - ۷۹

ان میں سے کچھ لوگ ہیں جو کتاب پڑھتے
ہوئے اس طرح زبان کا الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم
سمجھو جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب ہی کی عبارت
ہے حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہوتی۔ وہ

وَأَنْ فَرِيقًا مِّنْهُمْ يَلُونِ
السَّنَنَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ
مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنْ
الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ

عِنْدَ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ
اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ
وَهُمْ يَعْلَمُونَ -

کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ
اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی اور وہ جان بوجھ
کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کرتے

ہیں - (آل عمران - ۷۸)

اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ تمام آمیزشوں سے پاک، خالص دینِ حق کی
تعلیم پیش کریں، اور جو کچھ اس میں حرام ہے اسی کو حرام اور جو کچھ اس میں حلال ہے اسی کو حلال قرار
دیں -

لَمْ يَكُنِ الْكَذِبُ كَفْرًا وَ
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ
مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ
الْبَيِّنَةُ رَأْسُوهَا مِنَ اللَّهِ
يَتْلُوا صَحَافًا مَّطَهَّرَةً فِيهَا
كُتِبَ قِيمَةٌ -

اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ
کافر تھے (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے تھے
جب تک کہ ان کے پاس رہا اور روشن نہ آجائے
یعنی، اللہ کی طرف سے ایک ایسا رسول جو
تمام آمیزشوں سے، پاک صحیفے پڑھ کر سناٹے
جن میں بالکل راست اور درست تحریریں
لکھی ہوئی ہوں -

رَأْسُوهَا - (۱۳۱)

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ
وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ
عَلَيْهِمْ -

یہ رسول نبی امی، ان کو نیکی کا حکم دیتا
اور بدی سے منع کرتا ہے۔ ان کے لیے پاک
چیزیں حلال اور نا پاک چیزیں حرام کرتا ہے
یعنی ان کے بطور خود مٹھیرائے ہوئے حلال و
حرام کو منسوخ کرتا ہے، اور ان پر سے وہ
بوجھ اتارتا ہے اور وہ بندشیں کھولتا ہے (جو)
ان کے فقیہوں اور مذہبی پیشواؤں کی موٹنگائیوں
اور ان کے جاہل عوام کے رسوم اور توہمات
کی بدولت، ان پر مسلط تھے -

(الاعراف - ۱۵۷)

احکامِ الہی کی قولاً و عملاً تشریح اور تزکیۃ نفوس | آپ کے سپرد صرف یہی کام نہیں کیا گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعہ جو علم آپ کو دیا جائے اسے لوگوں تک پہنچا دیں بلکہ یہ کام بھی کیا گیا تھا کہ خود اللہ ہی کی طرف سے اُن احکام کا جو مطلب آپ کو بتایا جائے اس کے مطابق اپنے قول اور عمل سے دین کے عقائد، احکام، ہدایات اور قوانین کی توضیح کریں اور اسی کے مطابق لوگوں کی تعلیم و تربیت کے اُن کی بگڑی ہوئی زندگی کو سنواریں:

اس قرآن کو تمہیں یاد کر دینا اور پڑھنا
دینا ہمارے ذمہ ہے لہذا، اے نبی، جب
ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو تم اس کی قرأت کو
سننے رہو۔ پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے
ہی ذمہ ہے۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ
قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا
بَيَانَهُ -

(القیہ - ۱۹ تا ۲۱)

اور اے نبی یہ ذکر یعنی قرآن، ہم نے
تمہاری طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں
کے سامنے اس تعلیم کی توضیح کرتے جاؤ جو ان کے
لیے نازل کی گئی ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ
لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ -

(النحل - ۴۴)

اے یہ ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے وہ حکمت بیان کر دی ہے جس کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ "ذکر" کے ساتھ ایک انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجا جائے۔ ذکر تو فرشتوں کے ذریعہ سے بھی بھیجا جا سکتا تھا اور براہِ راست چھاپ کر ہر انسان تک اسے پہنچا دینا بھی اللہ کی قدرت سے دور نہ تھا۔ مگر اس سے اصل مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے یہ ضروری تھا کہ ایک قابل ترین انسان اسے لے کر آئے۔ جن کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئے انہیں اس کا پورا مطلب سمجھائے۔ جنہیں کچھ شک ہو ان کا شک رفع کرے۔ جنہیں کوئی اعتراض ہو ان کے اعتراض کا جواب دے جو نہ مابین اور مخالفت و مزاحمت کریں ان کے مقابلے میں وہ رو بہ برت کر دکھائے جو یہ ذکر لانے والے کے شایانِ شان ہو اور جو مان لیں انہیں زندگی کے ہر گوشے اور ہر پہلو کے متعلق ہدایات دے، ان کے سامنے خود اپنی زندگی کو نمونہ بنا کر پیش کرے اور ان کو تربیت دے کہ ساری دنیا کے سامنے ایک ایسا مثالی معاشرہ بنا کر دکھائے جس کا اجتماعی نظام اس "ذکر" کے فشاکی شرح ہو۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ -

(الجمعة - ۲)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر
ایک رسول خود اپنی میں سے اٹھایا جو انہیں
اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا
ہے۔ اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں پڑے
ہوئے تھے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبْدٍ
آيَةً ابْيَّتَّتْ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

(الحديد - ۹)

وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندے (محمد صلی
اللہ علیہ وسلم) پر صاف صاف آیات نازل کرتا
ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال
لائے۔

(باقی)

